بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیوی سے کتنا عرصہ دور رہ سکتے ہیں؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ شوہر اگر بیرون ملک میں ہو، تو ازدواجی معاملات کے لیے کب واپسی کا حکم ہے؟

جواب

شوہر کا اپنی بیوی سے دور رہنا اور ازدواجی تعلقات قائم نہ کرنا بیوی کی اجازت و رضامندی سے جائز ہے، چاہے کتنا ہی عرصہ گزر جائے، کیونکہ یہ بیوی کا اپنا حق ہے، جسے وہ اپنی خوش دلی سے معاف یا ملتوی کر سکتی ہے۔ تاہم اگر بیوی اپنے حقِ زوجیت کا مطالبہ کرے، تو شوہر پر اس کا حق ادا کرنا لازم ہے اور بغیر اس کی اجازت کے چار ماہ سے زیادہ تاخیر کرنا، ناجائز و گناہ اور بیوی کے حق کو پامال کرنا ہے۔ لہٰذا اگر شوہر بیرونِ ملک مقیم ہو، تو بیوی کی دلی رضامندی کے ساتھ طویل عرصہ (اگرچہ کئی سال) دور رہنے میں بھی شرعاً کوئی گناہ نہیں، البتہ بیوی کی اجازت کے بغیر بلا کسی عذرِ شرعی کے چار ماہ سے زائد عرصہ دور رہنا اور حقوقِ زوجیت ترک کرنا، ناجائز و گناہ ہے۔

شوہر کے لیے چار ماہ سے زیادہ بیوی سے دور نہ رہنے کے متعلق روایت میں ہے: ”فقال عمر بن الخطاب رضي اللہ عنه لحفصة بنت عمر رضي اللہ عنهما: كم أكثر ما تصبر المرأة عن زوجها؟ فقالت: ستة أو أربعة أشهر. فقال عمر رضي اللہ عنه:- لا أحبس الجيش أكثر من هذا“ ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت فرمایا: ایک عورت اپنے شوہر سے (دوری پر) زیادہ سے زیادہ کتنا عرصہ صبر کر سکتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: چھ یا چار مہینے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں (مجاہدین کے) لشکر کو اس مدت سے زیادہ نہیں روکوں گا۔ (السنن الکبری للبیھقی، جلد 18، صفحہ 100، مطبوعہ مرکز ہجر للبحوث والدراسات العربیۃ والاسلامیۃ، القاھرۃ)

ایک حدیثِ مبارک کے تحت چار ماہ سے زیادہ ازدواجی تعلق ترک کرنے کے حکم کے متعلق علامہ علی قاری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 1014ھ/1605ء) لکھتے ہیں: ”واعلم أن ترك جماعها مطلقا لا يحل له، صرح أصحابنا بأن جماعها أحيانا واجب ديانة۔۔۔ ولم يقدروا فيه مدة، ويجب أن لا يبلغ به مدة الإيلاء إلا برضاها وطيب نفسها به“ ترجمہ: یہ بات جان لیجیے کہ بیوی سے ہمبستری (جماع) کو مکمل طور پر ترک کر دینا شوہر کے لیے حلال نہیں ہے۔ ہمارے اصحاب نے صراحت کی ہے کہ بیوی سے وقتاً فوقتاً جماع کرنا دیانۃً واجب ہے۔ فقہاء نے اس (جماع کے درمیانی وقفے) کے لیے کوئی متعین مدت مقرر نہیں کی، ہاں یہ

واجب ہے کہ بیوی کی رضامندی اور اس کی دلی خوشی کے بغیر یہ مدت "ایلاء" کی مدت (یعنی چار ماہ) تک نہیں پہنچنی چاہیے۔ (مرقاۃ المفاتیح، جلد5، صفحہ2115، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

امام کمال الدین ابنِ ہمام رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 861ھ/1456ء) لکھتے ہیں: "ویجب أن لا یبلغ بہ مدۃ الإیلاء إلا برضاھا وطیب نفسھا بہ" ترجمہ: یہ واجب ہے کہ بیوی کی رضامندی اور خوش دلی کے بغیر یہ (ترکِ تعلق کی) مدت "ایلاء" کی مدت (یعنی چار ماہ) تک نہ پہنچے۔ (فتح القدیر، جلد3، صفحہ435، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

فتاوی یورپ میں ہے: "اگر کاروبار یا ملازمت کے سلسلہ میں برضائے طرفین یہ جدائی رہتی ہے تو چاہے جدائی کی مدّت اور بڑھ جائے شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں چار مہینے سے زیادہ کی جدائی بیوی کے اذن و رضا کے بغیر نہیں ہونی چاہئے کیونکہ بے عذر شرعی یا بے عذر صحیح چار مہینہ تک ترکِ جماع جائز نہیں ہے۔" (فتاوی یورپ، صفحہ385، مطبوعہ شبیر برادرز، لاھور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا عبد الرب شاکر عطاری مدنی

فتوی نمبر: FatwaQA-093

تاریخ اجراء: 01 ربیع الثانی 1448ھ/14 ستمبر 2026ء